قرآن مجید کا سات حروف پر نازل ہونا، متعلقہ مباحث

ایک تجزیاتی مطالعہ

حبیب اللہ اختر*

ڈاکٹر اصغر علی خان**

ABSTRACT

According to Hadith literature, the Quran is revealed in seven Ahruf, the plural of harf. Ahruf are distinct from Qira'at.This is a very momentous and lengthy topic, indeed, one of the most complicated discussions on the sciences of the Qur'an. It is very difficult to discuss it in full details in this work but the important things about it are being presented in this article. The first problem we face with this Hadith is what is meant by the Revelation of Qur'an on Seven "Ahruf"? We find a great deal of difference of opinion on this subject. Up to thirty five different views have been quoted by Ibn al-'Arabi and others.Some of the popular views are quoted in this article. The context of these narrations indicates clearly that the word 'seven' does not denote an unspecified large number but it denotes the specific numerical value 'seven'. Hence, in the light of these narrations this view (that seven means more than that) does not hold good and the majority of scholars reject it. In the vast collections of Hadiths, we do not find any mention of difference in the Qur'an other than that accounted for in "ahruf". How then may we explain differences in reading and "ahruf"? I have not been able to find a satisfactory answer to this confusion with the advocates of this theory.

Keywords: علوم القرآن، احرف سبعہ، مصحف، حد تواتر، متقدمین، غیر معینہ

* ایم فل علوم اسلامیہ، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، میرپور یونیورسٹی آف سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی، میرپور آزاد کشمیر

** اسسٹنٹ پروفیسر، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، میرپور یونیورسٹی آف سائنسز اینڈ ٹیکنالوجی، میرپور آزاد کشمیر

علوم القرآن کی مباحث میں ایک اہم ترین اور مشکل ترین بحث احرف سبعہ یعنی قرآن پاک کا سات حروف پر نزول ہے۔ اس بحث کا علوم القرآن کی دیگر مباحث جمع قرآن، قراءات قرآن اور رسم مصحف وغیرہ سے بھی گہرا تعلق ہے۔ بہت سی احادیث میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم کو سات حروف پر نازل فرمایا، اس جیسی احادیث حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں۔ اس موضوع کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس موضوع پر علماء نے مستقل کتابیں بھی تصنیف فرمائی ہیں جیسا کہ آئندہ ان کا ذکر آئے گا۔

قرآن پاک کے سات حروف پر نازل ہونے سے کیا مراد ہے اس کی تشریح وتوضیح کیا ہے؟ اس بارے میں علماء کے مابین شدید اختلاف پایا جاتا ہے اور کئی اقوال اس میں نقل کیے گئے ہیں، پھر ان اقوال میں کون سا قول راجح ہے اور اس حدیث کی راجح ترین تشریح کیا ہے؟ آئندہ بحث میں ہم ان ساری چیزوں کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ بغرض سہولت ہم اس بحث کو دو حصوں میں تقسیم کریں گے:

1. حدیث احرف سبعہ کی اسنادی حیثیت۔
2. حدیث کی تشریح میں منقول اقوال کا تنقیدی جائزہ اور راجح قول کی تعیین اور اس کی وجوہ ترجیح۔

حدیث احرف سبعہ کی اسنادی حیثیت

یہ حدیث صحیح ہے اور کئی صحابہ کرام سے مروی ہے، حدیث کی مشہور کتب میں اسے نقل کیا گیا ہے، چنانچہ صرف صحاح ستہ میں چار کتابوں میں اسے نقل کیا گیا ہے: صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی اور سنن نسائی۔ اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب «فضائل القرآن»[1] میں اس حدیث کے طرق کو جمع کیا ہے، علماء نے اس حدیث کی روایت اور تشریح میں مستقل کتابیں بھی تحریر فرمائی ہیں[2]۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ حدیث معنی کے اعتبار سے حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے جیسا کہ ہم نے ماقبل میں ذکر کیا۔ ہمارے قریب دور کے ایک عالم ڈاکٹر عبد

---

[1]- کتاب کا نام «حديث الأحرف السبعة ،دراسة لإسناده ومتنه واختلاف العلماء في معناه وصلته بالقراءات القرآنية» ہے، جو کہ مؤسسة الرسالة، بیروت سے سن 2002ء، 1423ھ پہلی مرتبہ طبع ہوئی تھی۔

[2]- اس موضوع پر سب سے پہلے ابو الفضل عبد الرحمن بن احمد بن حسن الرازی (371ھ-454ھ) نے مستقل کتاب تحریر فرمائی ہے جس کا نام «معاني الأحرف السبعة» ہے۔

العزیز القاری نے (جو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے استاذ ہیں) اس حدیث پر ایک مستقل کتاب تحریر فرمائی ہے جو چھپ چکی ہے[1]۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین میں سے اس حدیث کو نقل کرنے والے بیس حضرات ہیں جن میں خلفاء ثلاثہ حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں، دیگر نقل کرنے والوں میں حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ کرام شامل ہیں[2]۔ تمام صحابہ کرام کی روایات کو نقل کرنے کا یہاں موقع نہیں، ہم یہاں صرف چند روایات کا ذکر کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 1:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام بن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کو سورہ فرقان کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ پھر میں ان کی قراءت کو غور سے سنتا رہا تو وہ اس دوران بہت سے الفاظ ایسے پڑھ رہے تھے کہ ویسے الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں سکھائے تھے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں کہ وہ نماز میں تلاوت کر رہے تھے اور میں قریب تھا کہ نماز کے دوران ہی ان سے جھگڑ پڑتا مگر میں نے ان کے سلام پھیرنے تک صبر کیا، جیسے ہی انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کے چادر سے پکڑ لیا اور کہا کہ تم جو یہ سورت پڑھ رہے ہو تمہیں کس نے سکھائی ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے تو میں نے ان سے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو، مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے نہیں سکھایا جیسے تم پڑھ رہے ہو، تو میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا اور شکایت کی کہ یا رسول اللہ یہ میں نے اسے سورہ فرقان پڑھتے ہوئے سنا ہے یہ ویسے نہیں پڑھ رہا جیسے آپ نے مجھے پڑھایا ہے، اللہ کے رسول نے فرمایا:

«أرسله، اقرأ يا هشام. فقرأ عليه القراءة التي سمعته يقرأ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «كذلك أنزلت»، ثم قال: «اقرأ يا عمر» فقرأت القراءة

1- دیکھیے «کتاب فضائل القرآن» لابن کثیر، ابو الفداء، اسماعیل بن عمر ابن کثیر متوفی (774ھ)، ص 83 تا 93، مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ، ط 1، 1416ھ۔

2 - حدیث الأحرف السبعة، عبد العزیز القاری، ص 11، مؤسسة الرسالة، ط 1، 1423ھ، 2002ء۔

التي أقرأني، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «كذلك أنزلت إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف، فاقرءوا ما تيسر منه»[1].

”عمر اسے چھوڑ دو، اور حضرت ہشام سے فرمایا کہ تم پڑھو، چنانچہ حضرت ہشام نے پڑھا تو انہوں نے ویسے ہی پڑھا جیسا کہ میں نے ان سے سنا تھا، تو رسول اللہ نے فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوا ہے، پھر فرمایا کہ عمر تم پڑھو، تو میں نے اسی طرح پڑھا جیسے رسول اللہ نے مجھے سکھایا تھا، اس پر بھی رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ اسی طرح نازل ہوا ہے، اور ساتھ ہی فرمایا کہ: بیشک یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، سو اس میں سے جو آسان لگے اس کی تلاوت کرو۔“

حدیث نمبر 2:

حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں تھا اس دوران ایک آدمی آیا وہ نماز پڑھنے لگا، اس نے ایسی قراءت کی جسے میں نے درست نہیں سمجھا۔ اس کے بعد ایک دوسرا آدمی آیا اس نے اس کے خلاف قراءت کی، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے میں نے کہا اس شخص نے ایسی قراءت کی ہے جسے میں نے درست نہیں سمجھا، اور دوسرا آیا تو اس نے پہلے کے خلاف قراءت کی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان دونوں کو پڑھنے کا حکم دیا انہوں نے پڑھا تو آپ نے ان دونوں کی توثیق کی۔ اس پر میرے دل میں تکذیب کا وسوسہ پیدا ہوا جو کہ زمانہ جاہلیت میں بھی نہ تھا، جب آپ نے میری حالت دیکھی تو میرے سینے پر ہاتھ مارا تو میں پسینہ پسینہ ہو گیا، گویا کہ خوف کی وجہ سے میں اللہ تعالی کو دیکھ رہا ہوں، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:

"يا أُبيّ أرسل إلي أن اقرأ القرآن على حرف، فرددت إليه أن هون على أمتي، فرد إلي الثانية اقرأه على حرفين، فرددت إليه أن هون على أمتي، فرد إلي الثالثة اقرأه على سبعة أحرف، فلك بكل ردة رددتكها مسألة تسألنيها، فقلت: اللهم اغفر لأمتي، اللهم اغفر لأمتي، وأخرت الثالثة ليوم يرغب إلي الخلق كلهم، حتى إبراهيم صلى الله عليه وسلم»[2].

---

[1] - صحيح البخاري: كتاب فضائل القرآن، باب أنزل القرآن على سبعة أحرف، رقم الحديث: 4992، ج:6، ص: 184، دار طوق النجاة، ط:1، 1422ھ، صحيح مسلم، كتاب الصلاة، باب بيان أن القرآن على سبعة أحرف، رقم الحديث: 818، دار إحياء التراث العربي - بيروت.

[2] - صحیح مسلم، ج1، ص: 561، حدیث نمبر 820۔

اے ابی! میری طرف فرشتہ بھیجا گیا، کہ میں قرآن کو ایک طریقہ پڑھوں، میں نے تکرار کی کہ میری امت پر آسانی کریں! دوسری مرتبہ میری طرف بھیجا گیا کہ میں قرآن کو دو طریقوں پر پڑھوں، میں نے تکرار کی کہ میری امت پر آسانی فرمائیے! تیسری مرتبہ میری طرف فرشتہ بھیجا گیا کہ میں قرآن کو سات حروف پر پڑھوں، (اللہ نے کہ) پس آپ کے لیے جتنی مرتبہ آپ نے سوال کیا ہر ایک میں ایک عطار کرتا ہے، تو میں نے کہا اے اللہ! میری امت کو بخش دے، اور تیسری مرتبہ دعا کو میں نے اس دن تک (یعنی قیامت) مؤخر کر دیا ہے جب لوگ میری طرف (سفارش کی) خواہش کریں گے حتی کے ابراہیم ∑ بھی۔

حدیث نمبر 3

«عن أبي بن كعب، قال: لقي رسول الله صلى الله عليه وسلم جبريل، فقال: يا جبريل إني بعثت إلى أمة أميين: منهم العجوز، والشيخ الكبير، والغلام، والجارية، والرجل الذي لم يقرأ كتابا قط، قال: يا محمد إن القرآن أنزل على سبعة أحرف»[1].

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے ملاقات کی اور فرمایا کہ اے جبرائیل! بے شک میں ایک ان پڑھ امت کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں، ان میں بوڑھے، بوڑھیاں، بچے، بچیاں اور ایسے لوگ ہیں جنہوں نے کبھی کتاب نہیں پڑھی وہ کہنے لگے: اے محمد! بیشک قرآن سات حروف پر اتارا گیا ہے۔

یہ چند احادیث بطور نمونہ ذکر کی گئی ہیں، ورنہ اس موضوع پر احادیث اس کثرت سے ہیں کہ صحابہ کرام کے زمانہ میں ہی یہ حدیث متواتر ہو گئی تھی[2]۔ اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ قرآن پاک سات حروف

---

[1]۔ سنن الترمذی، أبواب القراءات، باب ما جاء أنزل القرآن على سبعة أحرف، رقم الحديث: 2944، دار الغرب الإسلامي- بیروت، ط: غیر موجو، 1998. امام ترمذی نے ایسے نو صحابہ کا ذکر کیا ہے جن سے یہ حدیث منقول ہے۔

[2]- اس تواتر پر ایک دلیل ہم نے ما قبل میں ذکر کی، دوسرے مسند ابی یعلی کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ منبر پر بیٹھ کر لوگو سے فرمایا کہ: میں خدا کا واسطہ دے کر تم لوگوں سے پوچھتا ہوں کے جس نے یہ الفاظ « إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف كلها شاف كاف » (بیشک یہ قرآن سات حروف بر نازل کیا گیا ہے اور سب کے سب کافی شافی ہیں) نبی ﷺ سے سنے ہیں وہ کھڑا ہو جائے، اس پر لوگوں کی اتنی بڑی تعداد کھڑی ہو گئی کہ ان کو شمار کرنا مشکل ہو گیا، آخر میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر گواہی دی۔ مسند أبي يعلى، مسند عثمان، رقم: 9، مؤسسة القرآن - بيروت، ط: 1، 1418ھ- 1988ء . گویا کہ کثیر تعداد میں صحابہ کرام نے نبی ﷺ سے یہ حدیث سنی تھی اس لحاظ سے یہ حدیث عہد صحابہ میں ہی حد تواتر کو پہنچ چکی تھی۔ نیز "اوجز المسالک" میں ہے کہ یہ حدیث

پر نازل کیا گیا۔

احرف سبعہ کی مراد کی تعیین میں علماء کے مختلف اقوال و آراء

سات حروف پر نازل کیے جانے سے کیا مراد ہے؟ اس کی پوری وضاحت کہیں کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، اسی وجہ سے اس کی مراد کی تعیین میں علماء کے مابین ہمیشہ اختلاف رہا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری[1] میں کہا ہے کہ اس کے متعلق ابن حبان نے علماء کے پینتیس اقوال نقل کیے ہیں، اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے اس بارے میں اہل علم کے چالیس کے قریب اقوال نقل کیے ہیں[2]، جبکہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح مشکوۃ میں اکتالیس اقوال کہے ہیں[3]، مگر ان میں بعض ایسے ہیں کہ جن پر کوئی دلیل موجود نہیں، بلکہ بعض تو اس حدیث (حدیث احرف سبعہ) کے بنیادی مضمون کے ہی خلاف معلوم ہوتے ہیں، جیسا کہ علامہ سیوطی نے تمام اقوال نقل کرنے کے بعد آخر میں تبصرہ کیا ہے[4]۔ اس لیے ہم تمام اقوال نقل کرنے کے بجائے چند مشہور اقوال ذکر کریں گے اور ساتھ ہی ہر قول پر تجزیہ و تبصرہ بھی کرتے جائیں گے۔

پہلا قول:

بعض حضرات کے ہاں اس سے مراد کثرت اور غیر معینہ عدد ہے، کیونکہ عربی زبان میں سات کا لفظ کبھی کثرت کے لیے بھی آتا ہے، کیونکہ سبعہ احرف پر نزول سے مقصود سہولت اور آسانی ہے اور سات میں محدود کرنا اس مقصد کے خلاف ہے، اس قول کے طرف متقدمین میں قاضی عیاض[5] اور قریب زمانے میں حضرت شاہ

لفظا متواتر ہے کیونکہ اسے اکیس صحابہ کرام نے روایت کیا ہے، اور اس کے تواتر معنوی میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ (اوجز المسالک، شیخ زکریا، ج4، ص239، کتاب القرآن، دار القلم-بیروت، ط1، 1424ھ، 2003ء۔

1- فتح الباري، ابن حجر، ج9، ص26، باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف، دار المعرفۃ-بیروت، ط1369ھ۔

2- الإتقان فی علوم القرآن، ج:1، ص:61، النوع السادس عشر في كيفية إنزاله، المسألة الثالثة: في الأحرف السبعة التي نزل القرآن عليها، مکتبۃ مصطفی البابي، ط:4، 1398ھ-1978ء.

3- مرقاۃ المفاتیح، ملا علی قاری، ج4، ص1508، کتاب فضائل القرآن، دار الفکر-بیروت، ط1، 1422ھ، 2002ء۔

4- الاتقان، ص99۔

5- اوجز المسالک، ج4، ص240، کتاب القرآن۔

ولی اللہ محدث دہلوی رحمہا اللہ تعالی گئے ہیں۔

لیکن متعدد احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ قول زیادہ صحیح معلوم نہیں ہوتا، کیونکہ ان احادیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حدیث میں سبعہ سے متعین عدد مراد ہے نہ کہ کثرت۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ: جبریل علیہ السلام نے مجھے پڑھایا ایک حرف پر پڑھایا تو میں نے این سے بار بار اضافے کی درخواست کی اور وہ اضافہ کرتے رہے یہاں تک کہ سات حروف تک پہنچ گئے۔ یہ اور اس طرح کی متعدد روایات کے سیاق سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں سات سے مراد خاص عدد ہے نہ کہ کثرت، اس لیے بلاضرورت وبلا قرینہ کسی لفظ کے حقیقی معنی کو چھوڑ کر مجازی معنی کی طرف رجوع نہیں کرسکتے۔

دوسرا قول:

ابو جعفر بن سعدان النحوي رحمہ اللہ (جو کہ مشہور قراء میں سے ایک ہیں، 213ھ میں وفات پائی) کا خیال یہ ہے کہ سبعہ احرف والی حدیث احادیث تشابہات میں سے ہے، یعنی جیسے نصوص تشابہات کا کوئی معنی متعین نہیں کیا جاسکتا اسی طرح اس حدیث کا بھی کوئی معنی کوئی بھی شخص متعین نہیں کرسکتا، ان کا کہنا یہ ہے کہ حدیث میں «أحرف» کا لفظ استعمال ہوا ہے جس کے معنی متعین نہیں عربی زبان میں اس کے کئی معانی ہی مثلاً: منظوم کلام، قصیدہ، حروف ہجاء میں سے کوئی ایک حرف، کنارہ، جہت وغیرہ تو ایسے متعدد معانی کے حامل لفظ کے کسی ایک معنی کو متعین کرنا انتہائی مشکل ہے[1]۔ امام سیوطی کا رجحان بھی اسی قول کی طرف معلوم ہوتا ہے، اگرچہ انہوں نے اپنی کتاب «الاتقان» میں چالیس کے قریب اقوال ذکر کرنے کے باوجود کسی قول کو ترجیح نہیں دی مگر ان کی ایک دوسری کتاب «زہر الربی» جو کہ «سنن النسائی» کی شرح ہے میں انہوں نے اس قول کو ترجیح دی ہے، فرماتے ہیں:

إن هذا القرآن أنزل على سبعة أحرف ،في المراد به أكثر من ثلاثين قولا حكيتها

---

[1] - البرهان في علوم القرآن، للزركشي، أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي (متوفى 794ھ) ج1، ص213، النوع الحادي عشر: معرفة على كم لغة نزل، دار إحياء الكتب العربية، ط1، 1376ھ-1957ء.

في «الإتقان»، والمختار عندي أنه من المتشابه الذي لا يدرى تأويله[1].

لیکن یہ رائے کچھ زیادہ وزنی معلوم نہیں ہوتی اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف پر ان سے تمام قراءات سن کر ارشاد فرمایا تھا کہ یہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے،(یہ روایت ماقبل میں ہم نے ذکر کی ہے)تو اس بات سے اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ اس کا معنی گو کہ متعین کرنا مشکل ہے لیکن معنی احتمالی کی گنجائش موجود ہے[2]۔

تیسرا قول:

بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد مشہور قراءات سبعہ مراد ہیں، لیکن یہ خیال بالکل بھی درست نہیں، کیونکہ قرآن پاک کی متواتر قراءتیں سات میں منحصر نہیں ہیں بلکہ اس سے زیادہ قرائتیں تواتر کے ساتھ مروی ہیں، یہ سات قراءتیں تو محض اس لیے مشہور ہو گئیں کہ انہیں ابو بکر بن مجاہد رحمہ اللہ نے چوتھی صدی ہجری میں جمع کر دیا تھا، ان کا مقصود اس سے یہ نہیں تھا کہ قراءات سات ہی ہیں، لیکن مرحلہ تدوین میں چونکہ سب سے پہلے یہ مدون ہو گئیں اس لیے یہ زیادہ مشہور بھی ہو گئیں۔ جیسا کہ علامہ ابن الجزری نے اس کو وضاحت کی ہے[3]۔ نیز مروجہ قراءات سبعہ جن ائمہ کی طرف منسوب ہیں وہ اس وقت وجود ہی نہیں رکھتے تھے جب جناب نبی کریم ﷺ نے مذکورہ بالا ارشادات فرمائے، تو کیسے کہا جاسکتا ہے کہ حدیث میں سبعہ سے مرات یہی سات قراءات ہیں ؟!۔

چوتھا قول:

ایک قول جو بہت ہی مشہور ہوا اور اس کی شہرت کی وجہ سے بہت سے حضرات کی رجحان اس کی طرف ہوا وہ

1- سنن النسائي مع شرح السوطي وحاشية السندي، ج2، ص151، مكتب المطبوعات الإسلامية—حلب، ط2، 1406ھ-1986ء.

2- احرف سبعہ اور ان کا مفہوم، پروفیسر قاری تاج افسر، مقالہ مشمولہ ماہنامہ الرشد قراءت نمبر، ستمبر 2009، ص290۔

3- النشر في القراءات العشر، لابن الجزري، ج1، ص24، دار الكتب العلمية-بيروت، ط: غير موجود.

علامہ ابن جریر طبری وغیرہ بعض علماء کا قول ہے[1]، وہ فرماتے ہیں کہ سبعہ احرف سے مراد قبائل عرب کی سات لغات ہیں، چونکہ اہل عرب مختلف قبائل سے تعلق رکھتے تھے اور ہر قبیلہ کی زبان باوجود عربی ہونے کے کچھ نہ کچھ دوسرے سے مختلف تھی، جیسا کہ ہر زبان کے بارے میں مشاہدہ ہے کہ علاقائی سطح پر مختلف حصوں میں بٹے ہوئے لوگ جو ایک زبان بولتے ہیں علاقے کے بدلنے کی وجہ سے کچھ نہ کچھ زبان میں تغیر آجاتا ہے، تو امت کی آسانی کے لیے رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے درخواست کی کہ قرآن پاک کو مختلف زبانوں میں پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

لیکن محقق علماء نے اس کا رد کیا ہے جیسا کہ علامہ ابن الجزری اور علامہ سیوطی وغیرہ، ابن الجزری کہتے ہیں کہ میں نے تیس سال اس حدیث پر غور کیا اس کے بعد اللہ نے مجھے اس کی صحیح ترین معنی کی طرف رہنمائی کی (جیسا کہ اس کی تفصیل آئندہ آئے گی)۔ ابن الجزری فرماتے ہیں[2] کہ جب ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان اختلاف ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے دونوں کی تصویب فرمائی (جیسا کہ ماقبل میں ہم حدیث نقل کر چکے ہیں)، اور فرمایا کہ یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے، اگر حروف سے مراد لغات ہی ہیں تو پھر دو قرشیوں کے درمیان یہ اختلاف کیسے رونما ہوا؟!

امام طحاوی رحمہ اللہ نے بھی اس قول کو رد کیا ہے[3]، ان کے رد کا ماحصل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ہم نے کسی بھی قوم کی طرف جو رسول بھیجا ہے وہ ان کا ہم زبان ہوتا ہے، اور یہ معلوم ہے کہ رسول اللہH کی قوم قریش تھی اس لیے ظاہر یہی ہے کہ قرآن لغت قریش پر نازل ہوا، اس لیے یہ کہنا کہ قرآن مختلف لغات پر نازل ہوا بظاہر اس آیت کے خلاف ہے۔

علم قراءت کے مشہور عالم اور محقق قاری محمد طاہر رحیمی صاحب نے اپنی کتاب "دفاع قراءات" میں اس قول کو کمزور قرار دیا ہے، ان کا کہنا یہ ہے کہ قرآن پاک میں مذکورہ سات قبائل کے علاوہ کی لغات بھی موجود ہیں

---

1 - جامع البیان فی تأویل القرآن، ابن جریر الطبري، ج1، ص47، مؤسسة الرسالة-بیروت، ط1، 1420ھ، 2000ء.

2 - النشر: ص24

3 - شرح مشکل الآثار، ابو جعفر الطحاوي، ج8، ص115، مؤسسة الرسالة-بیروت، ط1، 1415ھ، 1994ء.

حتیٰ کہ بعض نے قرآن پاک میں چالیس مختلف قبائل کی لغات موجود ہونے کا کہا ہے، نیز اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہر شخص محض اسی حصہ کی تلاوت کر سکتا ہے جو اس کی لغت پر نازل ہوا نہ کہ اس حصے کی جو دوسرے کی لغت پر نازل ہوا اور ظاہر ہے کہ یہ بات درست نہیں ہے[1]۔

پانچوں قول:

ایک مشہور قول امام طحاوی رحمہ اللہ کا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم نازل تو صرف قریش کی لغت پر ہوا تھا، لیکن اہل عرب چونکہ مختلف علاقوں اور قبائل سے تعلق رکھتے تھے اور ہر ایک کے لیے اس ایک لغت پر تلاوت مشکل تھی اس لیے ابتداءے اسلام میں اس بات کی اجازت دی گئی تھی کہ اپنی علاقائی زبان کے مطابق مترادف الفاظ کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کر لیا کریں، چنانچہ ایسے لوگ جنہیں یہ مشکل پیش آئی ان کے لیے جناب نبی اکرم ﷺ نے خود ایسے مترادف الفاظ متعین فرما دیے تھے کہ جن سے وہ باسہولت تلاوت کر سکیں، یہ مترادفات لغت قریش اور غیر لغت قریش دونوں سے لیے گئے تھے، مثلا لفظ «**تعال**» کی جگہ «**هلم**» یا «**أَقبلْ**» یا «**أُدْنُ**» پڑھ دیا جائے، اہل لغت جانتے ہیں کہ ایسے الفاظ سے معانی پر کوئی زیادہ فرق نہیں پڑتا، لیکن یہ اجازت صرف ابتدائے اسلام میں تھی، جب کہ لوگ قرآنی لغت کے عادی نہ تھے، پھر وقت کے ساتھ ساتھ جب اسلام پھیلتا گیا اور لوگ لغت قرآنی کے عادی ہو گئے تو عرضہء اخیرہ کے موقع پر یہ اجازت ختم کر دی گئی اور صرف وہی طریقہ باقی رہ گیا جس پر قرآن پاک نازل ہوا تھا[2]۔

اس قول کے مطابق «سات حروف» والی روایت صرف اسی دور کے ساتھ خاص ہے جب تلاوت میں مترادفات استعمال کرنے کی اجازت تھی، گویا اس کے ذریعے دی جانے والی سہولت ایک مخصوص وقت تک کے لیے تھی، اور سات حروف سے بھی یہ مراد نہیں کہ قرآن پاک کے ہر ہر لفظ اور کلمہ میں سات مترادفات استعمال کیے جائیں، بلکہ زیادہ سے زیادہ جو مترادفات استعمال کیے جاسکتے ہیں ان کی تعداد سات ہے، اور یہ اجازت

---

[1]- دفاع قراءات، ص277- 278، ادارہ کتب طاهریہ، ملتان-پاکستان۔

[2]- شرح مشکل الآثار، ابو جعفر الطحاوي، ج8، ص122.

اس قدر عام بھی نہیں تھی کہ جس شخص کا جو جی چاہے مترادف لفظ لے آئے اور اسے استعمال کرے بلکہ مترادف الفاظ کی تعیین بھی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے باقاعدہ کردی جاتی تھی، اور ہر شخص کو قرآن اسی طرح سکھایا تھا جس طرح اس کے لیے آسان ہو[1]۔

اس قول پر اور تو کوئی سوال اور الجھن نہیں سوائے اس کے کہ اس قول کے مطابق قرآن پاک کی مختلف متواتر قراءتوں کی حیثیت واضح نہیں ہوتی، اگر انہیں سبعہ احرف سے الگ کوئی چیز قرار دیا جائے اس کی کوئی دلیل موجود نہیں، کیونکہ احادیث مبارکہ کے وسیع ذخیرہ میں احرف کے اختلاف کے علاوہ کسی اور اختلاف کا کوئی ذکر نہیں پھر یہ کیسے کہا جاسکتا ہے قرآن کریم کی تلاوت میں «احرف سبعہ» کے علاوہ کسی اور قسم کا بھی اختلاف ہے[2]؟!

قاری طاہر رحیمی صاحب نے اس قول پر شدید رد کیا ہے اور بارہ اعتراضات اس پر کیے جن سے اس قول کا کمزور ہونا واضح ہو جاتا ہے[3]۔

چھٹا اور راجح قول:

سبعہ احرف کی تشریح میں سب سے اچھا قول جسے بہت سے علماء نے اختیار کیا ہے اور دیگر اقوال پر اسے ترجیح دی ہے اور اس قول پر کوئی زیادہ قابل وقعت اعتراض بھی وارد نہیں ہوتا، وہ یہ ہے کہ «سبعہ احرف» سے مراد اختلاف قراءات کی مختلف نوعیتیں ہیں، گویا حدیث میں «حرف» بمعنی «وجہ» ہے، اور «احرف» بمعنی «اوجہ» ہے، تو «احرف سبعہ» کا معنی ہوا اوجوہ سبعہ۔ قراءتیں اگرچہ سات سے زیادہ ہیں (جیسا کہ ماقبل میں ہم نے ذکر کیا) مگر ان سب میں پائے جانے اختلافات صرف سات اقسام میں منحصر ہیں۔

1۔ شرح مشكل الآثار، ابو جعفر الطحاوي، ج8، ص:24.

2 ۔علوم القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی، ص109، باب سوم: قرآن کے سات حروف، مکتبہ دار العلوم کراچی، ط: جدید، 1439ھ، 2018ء۔

3۔ دفاع قراءات، ص68 تا 73، ادارہ کتب طاہریہ، ملتان-پاکستان۔

اس قول کو امام علامہ ابن قتیبہ (متوفی 276ھ) [1] ابو الفضل الرازی (متوفی 454ھ، جنہوں نے «**احرف سبعہ**» پر مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا ذکر ہم ماقبل میں کر چکے ہیں) [2]، اور قراءات کے مشہور امام محقق ابن الجزری (متوفی 833ھ) [3] نے اختیار فرمایا ہے۔ یہ سب حضرات «سبعہ احرف» کی مذکورہ بالا تشریح پر تو متفق ہیں کہ «سبعہ احرف» سے مراد وجوہ قراءات ہیں مگر پھر وجوہ کی تعیین میں ان کے اقوال باہم تھوڑے مختلف ہیں، ان میں سے جس کا استقراء سب سے زیادہ منضبط اور جامع مانع ہے وہ امام ابو الفضل الرازی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ قراءات کا اختلاف سات اقسام میں منحصر ہے، ہم ذیل میں ان سات اقسام کو مختصراً ذکر کرتے ہیں، تفصیل کی لیے ابو الفضل الرازی کی کتاب «معانی الأحرف السبعة» کی طرف رجوع کیا جائے یہ مختصر مضمون ان تمام تفصیلات کی متحمل نہیں ہے، اقسام یہ ہیں:

1. اسماء کا اختلاف، جس میں افراد تثنیہ وجمع اور تذکیر وتانیث دونوں شامل ہیں۔
2. افعال کا اختلاف، یعنی کسی قراءت میں ماضی کا صیغہ استعمال ہو تو کسی میں مضارع کا اور کسی میں امر۔
3. وجوہ اعراب کا اختلاف، جس میں اعراب یا حرکات مختلف قراءتوں میں مختلف ہیں۔
4. الفاظ کی کمی بیشی کا اختلاف، یعنی ایک قراءت میں ایک لفظ زیادہ ہو اور دوسری میں کم۔
5. تقدیم تاخیر کا اختلاف کہ ایک قراءت میں ایک لفظ پہلے ہیں اور دوسری میں بعد میں۔
6. بدلیت کا اختلاف کہ ایک قراءت میں ایک لفظ ہے اور دوسری میں اس کی جگہ کوئی لفظ ہے۔
7. لہجوں کا اختلاف۔

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ العالی نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے، وہ تحریر فرماتے ہیں:

---

[1] - دیکھیے تاویل مشکل القرآن لابن قتیبہ، ص:34، دارالتراث - قاہرہ، ط2، 1393ھ، 1973ء۔

[2] - دیکھیے معانی الاحرف السبعة، ابو الفضل الرازی، ص 331، وزارۃ الأوقاف - قطر، ط1، 1432ھ، 2011ء۔

[3] - النشر فی القراءات العشر، ص:26، ابن الجزری کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کے معاملے میں تیس سال تک غور فکر کیا جس نتیجے میں میں اس بات تک پہنچا ہوں، اور ان شاء اللہ یہی بات زیادہ صحیح ہے۔

«احقر کی ناچیز رائے میں «سبعۃ احرف» کی یہ تشریح سب سے زیادہ بہتر ہے، حدیث کا منشاء یہی معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ کو مختلف طریقوں سے پڑھا جا سکتا ہے، اور یہ مختلف طریقے اپنی نوعیتوں کے لحاظ سے سات ہیں»[1]۔

اس قول کی وجوہ ترجیح:

(1) اس قول کے مطابق حروف اور قراءات کو دو الگ الگ چیزیں نہیں ماننا پڑتا، جبکہ ماقبل میں ذکر کیے گئے ابن جریر اور امام طحاوی رحمہا اللہ کے قول پر حروف اور قراءات کو دو الگ الگ قسم کے اختلافات فرض کرنا پڑتا ہے جبکہ اس پر کوئی دلیل نہیں۔

(2) علامہ ابن جریر رحمہ اللہ کے قول پر ماننا پڑتا ہے کہ سات حروف میں سے چھ منسوخ ہو گئے اور ایک باقی رہا جبکہ نسخ پر کوئی دلیل موجود نہیں۔

(3) اس قول کے مطابق "سات حروف" کے معنی صحیح ہو جاتے ہیں جبکہ دوسرے اقوال پر "حروف" یا "سات" کے معنی میں تاویل کرنا پڑتی ہے۔

(4) علم قراءات کے بڑے ائمہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے جیسا کہ ابن قتیبہ اور ابن الجزری وغیرہ۔

حدیث میں «سبعۃ احرف» کی وضاحت نہ ہونے کی وجہ:

ایک عام سا سوال جو اس ساری بحث کے پڑھتے ہوئے ذہن میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن جیسے اہم اور حساس معاملے میں ایسی مجمل روایت کیسے نقل ہو گئی ہے کہ جس کی تشریح و مراد میں اس قدر اختلاف پیدا ہوا، اور یقینی طور پر اب بھی ہم کسی ایک مراد کو متعین نہیں کر سکتے اور یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا منشاء وہی تھا، ایسا کیوں نہ ہوا کہ صحابہ کرام میں سے ہی کوئی اس معاملے میں رسول اللہ ﷺ سے دریافت کر لیتا؟!! مگر ایسا نہیں ہوا، کسی ایک موقع پر بھی ثابت نہیں کہ کسی صحابی نے اس کی وضاحت کے متعلق کوئی سوال کیا ہو۔ اس ساری بحث کے دوران بندہ کے ذہن میں یہ سوال رہا، اللہ کے فضل سے اس کا جواب بھی مل گیا، ملاحظہ

---

[1]- علوم القرآن، ص 113۔

فرمایئے:

اس کی وجہ ظاہر طور پر یہ نظر آرہی ہے کہ جو بات لوگوں کے ہاں معروف ہوا کرتی ہے اس کی وضاحت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی، کیونکہ تحصیل حاصل ہوتا ہے، چونکہ نبی ﷺ کی مراد «سبعۃ احرف» سے الفاظ و کلمات میں پایا جانے والا تلفظ و ادا کا اختلاف تھا، لہذا آپ ﷺ نے وضاحت نہ فرمائی، چونکہ صحابہ کرام بھی اس کا مفہوم سمجھتے تھے لہذا انہوں نے سوال کرنے کی ضرورت محسوس نہ کی، اگر ایسا نہ مانا جائے تو براہ راست منصب نبوت پر زد پڑتی ہے کہ آپ ﷺ نے (بلغ ما أنزل۔۔۔) کے خلاف کیا، حالانکہ نبی ﷺ کے بارے میں ایسا کہنا تو درکنار سوچنا بھی درست نہیں، صحابہ کرام کو قرآن پاک کا کوئی بھی مقام سمجھ نہ آرہا ہوتو وہ فوراً ان سے سوال کرکے پوچھ لیتے تھے، لیکن سبعہ احرف کے متعلق کبھی کوئی سوال نہ کیا، کیونکہ وہ اس کے مفہوم و مراد سے بخوبی واقف تھے[1]۔

احرف سبعۃ کے بارے میں ایک عمومی غلط فہمی کا ازالہ:

سبعہ احرف کی مذکورہ بحث کو پڑھنے والا بظاہر اس شبہ میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم جیسی کتاب جو پورے دین اسلام کی بنیاد ہے اور ہم سب مسلمان اسے ہر طرح کی تحریف اور نقص سے پاک سمجھتے ہیں اور اس کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ نے فرمایا ہے، ایسی کتاب کے بارے میں اتنا شدید اختلاف رائے کیسے پیدا ہو گیا؟!

لیکن یہ سوال محض سرسری نظر سے دیکھنے کا نتیجہ تو ہو سکتا ہے حقیقت کا اس سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اس میں جس قدر اختلاف ہم نے ماقبل میں ذکر کیا ہو اور جو مختلف اقوال ہم نے ذکر کیے ان سب کی نوعیت محض ایک نظریاتی ہے، عملی اعتبار سے قرآن کریم کے محفوظ اور غیر محرف ہونے پر اس اختلاف کا کوئی ادنی اثر بھی مرتب نہیں ہوتا، کیونکہ جن حضرات نے بھی اس حدیث کی تشریح میں اختلاف کیا ہے وہ سب اور دیگر تمام علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن پاک جس شکل میں آج ہمارے پاس موجود ہے وہ تواتر کے ساتھ چلا آرہا ہے، اسی طرح

[1]- قاری محمد ادریس عاصم، مقالہ «حدیث سبعہ احرف اور اس کا مفہوم»، مشمولہ ماہنامہ الرشد قراءات نمبر، حصہ دوم، ستمبر 2009، ص:268۔

قرآن پاک کی جتنی قراءتیں تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچی ہیں وہ سب صحیح ہیں، نیز اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ مذکورہ تمام تر اختلاف محض لفظی ہے مفہوم و مقصود کے اعتبار سے تمام حروف بالکل متحد تھے، لہذا اگر کسی شخص نے قرآن کریم صرف ایک قراءت یا حرف کے مطابق پڑھا ہو تو اسے قرآنی مضامین وتعلیمات پوری طرح حاصل ہو جائیں گے، اور قرآنی ہدایت حاصل کرنے کے لیے اسی کسی دوسری قراءت یا حرف کی طرف رجوع کرنے کی حاجت نہیں ہوگی[1]۔

لہذا جس اختلاف کا اس پوری بحث میں ذکر کیا گیا ہے وہ صرف اتنی بات میں ہے کہ حدیث میں «سات حروف» سے کیا مراد ہے، اس وقت جتنی قراءتیں قرآن کریم کی موجود ہیں وہ صرف ایک حرف پر مشتمل ہیں یا سات حروف پر؟ یہ محض ایک علمی اور نظریاتی اختلاف ہے، جس سے کوئی عملی فرق واقع نہیں ہوتا، اس لیے اس سے یہ سمجھنا بالکل غلط ہے کہ ان اختلافات کی وجہ سے قرآن کریم معاذ اللہ مختلف فیہ ہو گیا ہے۔ کیونکہ جب پوری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ قرآن پاک کو حضرت عثمان نے جن سات مصاحف میں لکھوایا وہ ٹھیک اسی طرح لکھا گیا تھا جس طرح وہ نازل ہوا تھا، تو ان حقائق کے ہوتے ہو پیچھے ذکر کیے گئے نظریاتی اختلاف سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

حروف سبعہ پر نزول قرآن کی حکمتیں:

(1) قرآن کریم کے سات حروف پر نازل ہونے میں سب سے بڑی حکمت سہولت وآسانی ہے جیسا کہ حدیث میں بھی اس کی صراحت موجود ہے۔ قرآن مجید قریش کی لغت پر نازل ہوا جو سب سے فصیح لغت ہے پھر چونکہ قرآن کے اولین مخاطب عرب تھے اور ان میں مختلف قبائل تھے اور ہر ایک کی زبان میں باہم فرق تھا، ہر قبیلے کے لیے دوسرے کی لغت میں پڑھنا آسان نہیں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی برکت سے ہر قبیلے کو اپنی لغت کے مطابق پڑھنے کی اجازت مل گئی، پھر جب اسلام پھیل گیا اور اس اختلاف کی وجہ سے جھگڑے پیدا ہونے لگے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے باجماع صحابہ اس عارضی

---

[1]۔ علوم القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی، ص161۔

اجازت کو ختم کر دیا اور صرف لغت قریش پر سات نسخے لکھوا کر مختلف ممالک اسلامیہ میں بھجوائے۔

(2) مختلف قراءات جو آج تک متواتر چلی آتی ہیں ان کی تمام حکمتیں اور فوائد اسی ضمن میں آتے ہیں، مثلا مختلف قراءات بعض بعض کی وضاحت کرتی ہیں، بعض مختلف احکام کے مابین جمع ممکن ہو جاتا ہے، ایک ہی جیسی صورتوں میں مختلف احکام کا ثبوت وغیرہ جس کی تفصیل سے کتب تفسیر بھری پڑی ہیں۔

(3) مختلف احرف کے باوجود معانی ومفاہیم کا متحد رہنا اور اس میں کسی قسم کے تضاد کا پیدا نہ ہونا یہ بلاغتِ قرآنی کی عظمت اور اعجازِ قرآنی کا کمال ہے۔

خلاصہ بحث:

(1) حروف سبعہ پر قرآن کا نازل ہونا علوم القرآن کی انتہائی اہم اور دقیق مباحث میں سے ہے۔

(2) سات حروف پر قرآن کریم کا نازل ہونا متواتر احادیث سے ثابت ہے۔

(3) سات حروف سے کیا مراد ہے؟ اس حوالے سے علماء کے اکتالیس کے قریب اقوال موجود ہیں جن میں سے کم ہی ایسے ہیں جو اہم اور قابل التفات ہیں۔

(4) سبعہ احرف سے سات مشہور قرءات مراد نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے، کیونکہ متواتر قرءات کی تعداد اس سے زیادہ ہے، بلکہ مراد جمیع قراءات متواترہ میں پائے جانے والے جمیع اختلافات کی سات انواع واقسام ہیں۔

(5) سات حروف میں سے سب کے سب آج تک موجود ہیں ایک کے علاوہ باقی سب کے منسوخ ہونے کا قول درست نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل موجود ہے اور یہ ساتوں حروف قراءات متواترہ کے ضمن میں پائے جاتے ہیں۔

نتائج بحث:

(1) امت کی آسانی کے لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالی سے یہ درخواست کی کہ قرآن کریم کی تلاوت کو صرف ایک ہی طریقہ میں منحصر نہ رکھا جائے، بلکہ اسے مختلف طریقوں سے پڑھنے کی اجازت دی جائے، چنانچہ قرآن کریم سات حروف پر نازل کر دیا گیا۔

(2) سات حروف پر نازل ہونے کا راجح ترین مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم کی قراءت میں سات طرح کے

اختلافات رکھے گئے اور سات قراءات انہی سات نوعیتوں مندرج ہیں۔

(3) سبعہ احرف والی حدیث پر مبہم وغیر واضح ہونے کا اعتراض واشکال درست نہیں ہے۔

(4) سبعہ احرف کی احادیث کو لے کر قرآن پاک پر نقص وتحریف کا اعتراض بھی درست نہیں۔

آراء وتجاویز

جیسا کہ ہم نے شروع میں عرض کیا کہ سبعہ احرف کی بحث کا جمع قرآن، قراءات قرآنیہ اور رسم قرآن کی مباحث سے گہرا تعلق ہے اور اہل علم ان تمام مباحث کی اہمیت سے بخوبی واقف ہیں، چنانچہ جب سبعہ احرف کی بحث پر کتب کی مراجعت کی تو یہ تمام مباحث باہم مختلط نظر آئیں اور ایسا ہونا طبعی بھی ہے کیونکہ ہر ایک بحث کا دوسرے سے ربط ہی کچھ ایسا ہے، جس سے خیال پیدا ہوا کہ ابتداء تو ہر بحث کو الگ الگ مکمل تنقیح کے ساتھ لکھنا چاہیے، اس کے بعد ہر بحث کے دوسری مباحث کے ساتھ تعلق کی نسبت سے ایک یا متعدد مضامین الگ الگ ہونے چاہییں تاکہ باہم الجھی ہوئی یہ مباحث کماحقہ واضح اور منقح ہو کر منصۂ شہود پر آسکیں۔

اسی لیے ہم نے اپنے اس مختصر مضمون میں صرف سبعہ احرف کی بحث کو لیا ہے اور اسے اپنے ناقص مطالعہ کی حد تک واضح کرنے کی حقیر کوشش کی ہے اللہ نے توفیق دی تو اس بحث کے دیگر مباحث کے ساتھ تعلق ونسبت کے لحاظ سے کچھ لکھیں گے، یہاں اس ساری تفصیل کی تحریر سے مقصود یہ ہے کہ ممکن ہے کوئی صاحب علم اس طرف متوجہ ہو اور ان موضوعات پر کام کر سکے۔

اس ضمن میں ایک موضوع جو نہایت اہمیت کا حامل ہے وہ ان تمام مباحث پر مستشرقین کے اعتراضات کا جائزہ ہے، اسی طرح مستشرقین سے متاثر بعض مسلم محققین کا سبع احرف اور قراءات قرآنیہ کا انکار ہے، یہ ایک مستقل اور نہایت ہی اہمیت کا حامل موضوع ہے جس پر اہل علم نے ماضی میں بھی توجہ دی ہے اور اب بھی اس پر مزید محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔